قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 25 جون 2021ء | 14 ذوالقعدہ 1442 ہجری قمری | جلد: 3 | شمارہ: 150

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ رَبَّکَ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَ یَقۡدِرُ ؕ اِنَّہٗ کَانَ بِعِبَادِہٖ خَبِیۡرًۢا بَصِیۡرًا ﴿۳۱﴾

(بنی اسرائیل: 31)

ترجمہ: تیرا ربّ یقیناً جس کے لئے چاہتا ہے رزق کو وسعت بھی دیتا ہے اور تنگ بھی کرتا ہے۔ یقیناً وہ اپنے بندوں سے بہت باخبر ہے (اور) گہری نظر رکھنے والا ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ہم حضرت عمرؓ کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے درمیان کسی جگہ تھے۔ آپ نے ہمیں اہل بدر کے بارہ میں بتانا شروع کیا۔ آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ بدر سے ایک روز قبل ان کفار مکہ کی قتل گاہیں بتائیں اور فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یہ کل فلاں فلاں کی قتل گاہ ہوگی۔ حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے وہ بعینہٖ وہیں پر گرے۔ بعد میں انہیں ایک گڑھے میں ڈال دیا گیا۔ پھر رسول کریم ﷺ تشریف لائے اور دو دفعہ نام لے کر آواز دی کہ اے فلاں بن فلاں! کیا تم نے وہ وعدہ سچ نہیں پایا جو تمہارے ربّ نے تم سے کیا تھا؟ مَیں نے تو اس وعدہ کو سچ ہی پایا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کیا ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے عرض کی: کیا آپ ﷺ مُردوں سے باتیں کرتے ہیں جن میں کوئی روح نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم میری باتوں کو ان سے زیادہ نہیں سنتے۔

(سنن نسائی کتاب الجنائز باب ارواح المومنین)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

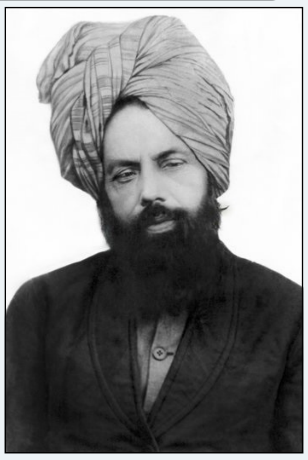

کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے؟

’’جب مجھے یہ خبر دی گئی کہ میرے والد صاحب آفتاب غروب ہونے کے بعد فوت ہو جائیں گے تو بموجب مقتضائے بشریت کے مجھے اس خبر کے سننے سے درد پہنچا اور چونکہ ہماری معاش کے اکثر وجوہ انہیں کی زندگی سے وابستہ تھے …… اس لئے یہ خیال گزرا کہ ان کی وفات کے بعد کیا ہو گا۔ اور دل میں خوف پیدا ہوا کہ شاید تنگی اور تکلیف کے دن ہم پر آئیں گے اور یہ سارا خیال بجلی کی چمک کی طرح ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصہ میں دل میں گزر گیا تب اسی وقت غنودگی ہو کر یہ دوسرا الہام ہوا ’’اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ‘‘ یعنی کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے۔ اس الہام الٰہی کے ساتھ دل ایسا قوی ہو گیا کہ جیسے ایک سخت دردناک زخم کسی مرہم سے ایک دم میں اچھا ہو جاتا ہے …… مَیں نے اسی وقت سمجھ لیا کہ خدا مجھے ضائع نہیں کرے گا۔

… پس دیکھنا چاہئے کہ یہ پیشگوئی یعنی ’’اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ‘‘ کس صفائی اور کس قوت اور شان سے پوری ہوئی۔ کیا یہ کسی مفتری کا کام ہے یا شیطانی وساوس ہیں۔ ہر گز نہیں۔ بلکہ یہ اس خدا کا کام ہے جس کے ہاتھ میں عزت اور ذلت اور ادبار اور اقبال ہے۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 219 تا 221)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے مولا کے حضور عرض کرتے ہیں کہ:

(ترجمہ): ’’اے میرے رب! مَیں نے تجھے اختیار کیا ہے پس تو بھی مجھے اختیار کر اور میرے دل کی طرف نظر کر اور میرے قریب آ جا کہ تو بھیدوں کا جاننے والا ہے اور ہر اُس چیز سے خوب باخبر ہے جو غیروں سے چھپائی جاتی ہے۔ اے میرے رب! اگر تو جانتا ہے کہ میرے دشمن سچے اور مخلص ہیں تو مجھے اس طرح ہلاک کر ڈال جیسے سخت جھوٹے ہلاک کئے جاتے ہیں۔ اور اگر تو جانتا ہے کہ مَیں تجھ سے ہوں اور تیری طرف سے بھیجا گیا ہوں تو تو میری مدد کر، تو میری مدد کے لئے کھڑا ہو کہ مَیں تیری مدد کا محتاج ہوں۔‘‘

(اعجاز المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 203)

فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

لیکن افسوس ہے کہ آج مسلمان بہت سے احکامات کی طرح اس حکم کو بھی بھلا بیٹھے ہیں اور یہی سمجھتے ہیں کہ جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں یا کر رہے ہیں اس سے اللہ تعالیٰ باخبر نہیں۔ ایسے لوگوں کے نزدیک صرف ان کی مرضی کی تفسیر اور ان کی مرضی کے احکامات ہی احکامات کا درجہ رکھتے ہیں۔ حضور رحمہ اللہ کی وفات پر پاکستان میں بعض اخبارات نے جس گندہ ذہنی اور ضلالت کی مثال قائم کی ہے اس پر سوائے اِنَّا لِلّٰہ پڑھنے کے اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ بہر حال پیشگوئیوں کے مطابق یہ ہونا تھا اور ہمارے ایمانوں کو مزید تقویت ملتی ہے کہ خبیر خدا نے ان حالات کے بارے میں پہلے ہی آنحضرت ﷺ کو اس کی خبر دے دی تھی۔ اور آج ہم اپنی آنکھوں کے سامنے انہیں پورا ہوتے دیکھتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس زمانہ میں مسلمانوں کے تغیر کے بارہ میں جو پیش خبریاں فرمائی تھیں اس میں سے ایک کا مختصر ذکر حضرت مصلح موعودؓ کے الفاظ میں یہاں بیان کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک تغیر مسلمانوں میں آپ ﷺ نے یہ بیان فرمایا کہ لوگ زکوٰۃ کو تاوان سمجھیں گے۔ یہ بھی حضرت علیؓ سے البزار نے نقل کیا ہے۔ چنانچہ اس وقت جب کہ مسلمانوں پر چاروں طرف سے آفات نازل ہو رہی ہیں اور زکوٰۃ کے علاوہ بھی جس قدر صدقات و خیرات وہ دیں کم ہیں۔ اکثر مسلمان زکوٰۃ کی ادائیگی سے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہے جی چراتے ہیں اور جہاں اسلامی احکام کے ماتحت زکوٰۃ لی جاتی ہے وہاں تو بادل ناخواستہ کچھ ادا بھی کر دیتے ہیں مگر جہاں یہ انتظام نہیں وہاں سوائے شاذ و نادر کے بہت لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے اور جو اقوام زکوٰۃ دیتی بھی ہیں وہ اسے نمود کا ذریعہ بنا لیتی ہیں اور اس رنگ میں دیتی ہیں کہ دوسرا اسے زکوٰۃ نہیں خیال کرتا بلکہ قومی کاموں کے لئے چندہ سمجھتا ہے۔

پاکستان میں جب سے اسلامی قوانین کا زیادہ نفاذ شروع ہوا ہے زکوٰۃ کو بھی لازمی قرار دیا گیا تو یہ حالت ہے کہ احمدی غیر مسلم، لیکن بعض لوگ اپنی زکوٰۃ بچانے کے لئے بنکوں میں اپنے بقیہ صفحہ 5 پر

اس شمارہ میں

- (منظوم)
- قرآن، سوشل میڈیا، گلوبل کلچر اور ہم
- حضرت چودھری محبوب عالم بقاپوری رفیق حضرت مسیح موعودؑ
- جماعت احمدیہ جرمنی کا نیشنل سطح پر آن لائن جلسہ یوم خلافت

دربارِ خلافت

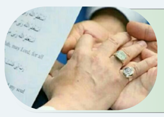

سچائی کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی ضرورت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

سچائی ایک ایسا وصف ہے کہ جس کے اپنانے کے بارے میں صرف مذہب ہی نے نہیں کہا بلکہ ہر شخص جس کا کوئی مذہب ہے یا نہیں اس اعلیٰ خُلق کے اپنانے کا پُرزور اظہار کرتا ہے۔ لیکن اگر ہم جائزہ لیں تو اس اظہار کے باوجود سچائی کے اظہار کا حق نہیں ادا کیا جاتا۔ جس کو جب موقع ملتا ہے اپنے مفاد کے حصول کے لئے جھوٹ کا سہارا لیتا ہے۔ انسان کی ذاتی زندگی سے لے کر بین الاقوامی تعلقات تک میں سچائی کا خُلق اپنانے کا جس شدت سے اظہار کیا جاتا ہے اُسی شدت سے وقت آنے پر اُس کی نفی کی جاتی ہے۔ اپنے مفاد حاصل کرنے کے لئے روزمرہ کے معمولی معاملات میں بھی جھوٹ کا سہارا لیا جاتا ہے اور وہ حقیقی سچائی جسے قولِ سدید کہتے ہیں اُس کی نفی ہو رہی ہوتی ہے۔ کاروباری معاملات ہیں تو دنیا کا ایک بہت بڑا طبقہ اِن میں جھوٹ کا سہارا لیتا ہے۔ معاشرتی تعلقات ہیں تو ان میں بسا اوقات جھوٹ کا سہارا لیا جاتا ہے۔ ملکی سیاست ہے تو اس میں سچ کا خون کیا جاتا ہے۔ بین الاقوامی سیاست اور تعلقات ہیں تو اِس کی بنیاد بھی جھوٹ پر ہے۔ اکثر دفعہ تو یہی دیکھنے میں آیا ہے۔ حتی کہ مذہب جو خالصتاً سچائی کو لانے والا اور پھیلانے والا ہے اس میں بھی مفاد پرستوں نے جھوٹ کو شامل کر کے سچ کی دھجیاں بکھیر دی ہیں یا کوشش کرتے ہیں کہ سچ کو اس طرح چھپا دیں کہ سچ کا نشان نظر نہ آئے۔ بعض لوگ تو اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اتنا جھوٹ بولو کہ سچ جو ہے وہ جھوٹ بن جائے اور جھوٹ جو ہے وہ سچ بن جائے۔ یہ بے خوفی اور بیباکی سچائی کو ہر سطح پر پامال کرنے کی اس لئے پیدا ہو گئی ہے کہ خدا تعالیٰ پر یقین نہیں رہا۔ اگر خدا تعالیٰ پر یقین ہو تو ہر سطح پر جھوٹ کا سہارا اس طرح نہ لیا جائے جس طرح اس زمانے میں لیا جاتا ہے یا اکثر لیا جاتا ہے۔ ذاتی زندگی میں گھروں میں ناچاقیاں اس لئے بڑھتی ہیں کہ سچائی سے کام نہیں لیا جاتا اور اس سچائی سے کام نہ لینے کی وجہ سے میاں بیوی پر اعتماد نہیں کرتا اور بیوی میاں پر اعتماد نہیں کرتی اور جب بچے دیکھتے ہیں کہ ماں باپ بہت سے موقعوں پر جھوٹ بول رہے ہیں تو بچوں میں بھی جھوٹ بولنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ نئی نسل جب بعض غلط کاموں میں پڑ جاتی ہے وہ اس لئے کہ گھروں کے جھوٹ اُنہیں برائیوں پر اُبھارتے ہیں۔ یوں لاشعوری طور پر یا شعوری طور پر اگلی نسلوں میں بجائے سچائی کی قدریں پیدا کرنے کے اُسے بعض گھر زائل کر رہے ہوتے ہیں۔ اپنے بچوں کو برباد کر رہے ہوتے ہیں۔ پھر باقی معاشرے سے تعلقات کا بھی یہی حال ہے۔ اسی طرح کاروباری جھوٹ ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا بدقسمتی سے مسلمان ممالک میں یہ زیادہ عام بیماری ہے۔ سچائی اور صداقت کا جتنا شور مچایا جاتا ہے اتنا ہی عملاً اس کی نفی کی جاتی ہے۔ اسی طرح ملکی سیاست ہے اس میں عموماً جھوٹ کا سہارا لیا جاتا ہے لیکن مسلمان کہلانے والے ممالک جن کو اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچائی پر قائم رہنے اور جھوٹ سے نفرت کرنے کی تلقین کی ہے، بڑی شدت سے ہدایت دی ہے وہ اُتنا ہی جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں۔ گزشتہ دنوں پاکستان میں کراچی اور سندھ کے حالات پر جب ایک سیاستدان نے اپنے لوگوں سے ناراض ہو کر اندر کا تمام کچا چٹھا بیان کیا تو بعض سیاستدانوں اور تبصرہ نگاروں نے یہ تبصرہ کیا کہ سچائی کا اظہار سیاستدان کا کام نہیں ہے۔ سیاستدان سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ کبھی سچ بولے۔ یہ اگر سچ بول رہا ہے تو یہ سیاستدان نہیں ہے بلکہ پاگل ہو گیا ہے۔ اس کا انکار نہیں کیا کہ جو باتیں ہیں وہ غلط ہیں، تبصرہ ہو بقیہ صفحہ 7 پر

نظم

جامِ اُلفت مجھے پلا کوئی
کہتا ہے تیرا مبتلا کوئی

تجھ سا ملتا تو چاہتے بھی اُسے
ہم کو تجھ سا نہیں ملا کوئی

دیکھ کر تجھ کو دیکھتا ہی رہا
محو حیرت ہے آئینہ کوئی

کتنا کنگال ہو گیا جس کی
آنکھ میں اشک نہ رہا کوئی

سنتا ہے اور بولتا ہی نہیں
ہے عجب شیخ کا خدا کوئی

تیری باتوں سے زخم بھرنے لگے
درد کو مل گئی دوا کوئی

لالہ زاروں سے بھر گئی ہے زمیں
اب کے ایسی چلی ہوا کوئی

ہر قدم پر ملی شعاعِ نور
ہر قدم پر ہے نقشِ پا کوئی

زندگی تیرے بن اذیت ہے
زندگی تیرے بن سزا کوئی

سایہء شفقتَش بہشت نظیر
ورنہ ہر سو ہے کربلا کوئی

سائباں بن کے ساتھ رہتی ہے
میرے محبوب کی دعا کوئی

عصرِ ظلمات ہے مگر اس میں
تیرا ہر لفظ ہے دِیا کوئی

محمد طاہر ندیم۔لندن

آج کی دعا

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ ۔ اِنَّ رَبِّي رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ

(تذکرہ صفحہ:279)

ترجمہ:اے ہمیشہ زندہ رہنے والے اور قیوم خدا ! میں تیری رحمت کا واسطہ دے کر مدد کا طالب ہوں ۔یقیناً میرا رب تو وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے۔

یہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی مشکلات دور ہونے کی الہامی دعا ہے۔

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پاکستان، الجزائر اور دنیا میں ہر جگہ تکالیف میں مبتلا احمدیوں کے لئے خصوصی دعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”کوشش کرنی چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے قرب کو پانے کے لیے اس کے حکموں پر چلنے والے ہوں۔ اپنے ایمانوں کو مضبوط کرتے چلے جانے والے ہوں۔ دعا کی حکمت اور فلاسفی کو سمجھنے والے ہوں۔ اپنے اعمال کی اصلاح کرنے والے بنیں اور ان لوگوں میں شامل ہوں جن کی دعائیں اللہ تعالیٰ کے حضور مقبول ہوتی ہیں۔ یہ رمضان ہمارے اللہ تعالیٰ سے تعلق اور روحانی تعلق میں، روحانی حالت میں ایک انقلاب پیدا کرنے والا ہو۔

اپنے بھائیوں کے لیے بھی دعائیں کریں۔ پہلے بھی میں دعاؤں کے لیے تحریک کرتا رہتا ہوں۔ جو پاکستان میں ہیں یا الجزائر میں ہیں یا کسی بھی جگہ میں ہیں اور کسی بھی طرح خاص طور پر جماعتی مشکلات میں گرفتار ہیں۔ پاکستان میں تو روزانہ کوئی نہ کوئی واقعہ ہو جاتا ہے جہاں احمدیوں کو کسی نہ کسی رنگ میں تکلیفیں دی جاتی ہیں۔ اس لیے خاص طور پر ان کے لیے دعائیں کرنی چاہئیں۔ اسی طرح الجزائر میں بھی شاید دوبارہ ان کے کیس کھولنے کے ارادے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی محفوظ رکھے۔

دوسروں کے لیے دعائیں کرنے سے بھی اپنی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ یہ نسخہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے بلکہ دوسروں کے لیے دعائیں کرنے والے کے لیے فرشتے دعائیں کرتے ہیں اور فرشتوں کی دعائیں جب ہو رہی ہوں تو یہ کس قدر فائدہ مند سودا ہے۔ پس ہمیں خاص طور پہ صرف اپنے لیے نہیں دوسروں کے لیے بھی بہت زیادہ دعائیں کرنی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی بھی اس رمضان میں خاص طور پر توفیق عطا فرمائے۔“

(خطبہ جمعہ 16/ اپریل 2021ء)

مرسلہ:مریم رحمٰن

تحقیق وتحریر: طاہر احمد۔ فن لینڈ

جب وحشی اکٹھے کئے جائیں گے اور جب نُفوس ملا دیئے جائیں گے

قرآن، سوشل میڈیا، گلوبل کلچر اور ہم

آخراس سوشل میڈیا میں ایسا کیا ہے؟

سوشل میڈیا کے فوائد ونقصانات کے بارے میں بہت لکھا گیاہے اور جیسے جیسے یہ مزید پھیلتا اور تنوع اختیار کرتا رہے گا، لکھا جاتا رہے گا۔ حضور انور کی بصیرت افروز ہدایات بھی ہماری ہماری راہنمائی کے لیے موجود ہیں، جن میں حضور انور نے اس میڈیم کے استعمال اور غلط استعمال کے ہر پہلو کو انتہائی باریکی سے بیان کیا ہے۔

کچھ عرصہ قبل Twitter اور Facebook پر کچھ ایسے غیر ضروری مباحثات، خیالات، تنقید، اور ٹرینڈز نظر سے گذرے کہ جن کی کوئی منطق تب سمجھ نہیں آئی پھر کچھ عرصہ میں ایسی ہی کچھ اور چیزیں نظر سے گذریں جن میں چند ہمارے اپنے احباب وخواتین بھی شامل تھے۔ یہ دیکھ خاکسار ان سب چیزوں کے محرکات اور سائیکولوجی کے بارے میں غور کرنے پر مجبور ہو گیا کہ آخراس سوشل میڈیا میں ایسا کیا ہے کہ well educated اور بعض مذہبی پس منظر والے بھی خود کو ان غیر ضروری باتوں سے روک نہیں پاتے۔

آج کا دور اس لحاظ سے بہت منفرد ہے کہ اس دور میں تمام برائیاں اپنی پوری قوت کے ساتھ اور اپنے ہر رنگ کے ساتھ موجود ہیں اور دجال کے ایسے ایسے دجل ہیں کہ سچ جھوٹ، صحیح غلط میں امتیاز کرنا بہت مشکل ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

’’یہ جو انٹرنیٹ وغیرہ کی میں نے مثال دی ہے، اس میں فیس بُک(facebook) اور سکائپ(skype) وغیرہ سے جو چَیٹ(chat) وغیرہ کرتے ہیں، یہ شامل ہے۔ کئی گھر اس سے میں نے ٹوٹتے دیکھے ہیں۔ بڑے افسوس سے مَیں کہوں گا کہ ہمارے احمدیوں میں بھی اس طرح کے واقعات ہوتے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ کے اس حکم کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے کہ فحشاء کے قریب بھی نہیں پھٹکنا کیونکہ شیطان پھر تمہیں اپنے قبضے میں کر لے گا۔

پس یہ قرآنِ کریم کے حکم کی خوبصورتی ہے کہ یہ نہیں کہ نظر اُٹھا کے نہیں دیکھنا، اور نہ نظریں ملانی ہیں بلکہ نظروں کو ہمیشہ نیچے رکھنا ہے اور یہ حکم مرد اور عورت دونوں کو ہے کہ اپنی نظریں نیچی رکھو۔ اور پھر جب نظریں نیچی ہوں گی تو پھر ظاہر ہے یہ نتیجہ بھی نکلے گا کہ جو آزادانہ میل جول ہے اُس میں بھی روک پیدا ہو گی۔ پھر یہ بھی ہے کہ فحشاء کو نہیں دیکھنا، تو جو بیہودہ اور لغو اور فحش فلمیں ہیں، جو وہ دیکھتے ہیں اُن سے بھی روک پیدا ہو گی۔ پھر یہ بھی ہے کہ ایسے لوگوں میں نہیں اُٹھنا بیٹھنا جو آزادی کے نام پر اس قسم کی باتوں میں دلچسپی رکھتے ہیں اور اپنے قصے اور کہانیاں سناتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس طرف راغب کر رہے ہوتے ہیں۔ نہ ہی سکائپ(skype) اور فیس بُک (facebook) وغیرہ پر مرد اور عورت نے ایک دوسرے سے بات چیت کرنی ہے، ایک دوسرے کی

شکلیں دیکھنی ہیں، نہ ہی ان چیزوں کو ایک دوسرے سے تعلقات کا ذریعہ بنانا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سب ظاہر یا چھپی ہوئی فحشاء ہیں جن کا نتیجہ یہ ہو گا کہ تم اپنے جذبات کی رَو میں زیادہ بہہ جاؤ گے، تمہاری عقل اور سوچ ختم ہو جائے گی اور انجام کار اللہ تعالیٰ کے حکم کو توڑ کر اُس کی ناراضگی کا موجب بن جاؤ گے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 2/ اگست 2013ء مسجد بیت الفتوح، لندن۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 23/ اگست 2013ء)

بَلِ الۡاِنۡسَانُ عَلٰی نَفۡسِہٖ بَصِیۡرَۃٌ

میں اس مضمون میں ایک سوشل اور سائیکولوجیکل پہلو بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔ پہلے حصے میں کوشش کروں گا کہ دکھا سکوں کہ سوشل میڈیا کے ذریعے کس طرح معاشرے اپنی اقدار، روایات اور اخلاقیات کھو رہے ہیں یا ان میں بدلاو آرہا ہے، دوسرے حصہ میں کوشش ہو گی کہ دیکھا جائے بطور احمدی ہمیں کن خدشات کا سامنا ہے اور ہم ان خطرات سے کس طرح بچ سکتے ہیں۔ دونوں صورتوں میں ایک بات مد نظر رکھنی نہایت ضروری ہے کہ کیا ہم کسی قسم کے denial میں تو نہیں ہیں؟ کیا یہ سوچ تو نہیں ہے کہ بطور احمدی ہم اس کے منفی پہلوؤں سے ہر صورت میں مستثنٰی ہیں؟ بَلِ الۡاِنۡسَانُ عَلٰی نَفۡسِہٖ بَصِیۡرَۃٌ (سورۃ القیامہ: 15) حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو خوب دیکھ رہا ہے اور جانتا ہے کہ وہ کتنے پانی میں ہے۔

ایک دجل کی حقیقت

اگر یہ سوچ ہے یا نہیں بھی ہے تو یہ بات یاد رکھیں کہ سب سے پہلی بات جو آج کل کی جارہی ہے وہ یہ ہے کہ سوشل میڈیا ایک نشہ ہے اور اس کے استعمال کرنے والے نشئیوں کی طرح اس کے نشئے میں مبتلا ہوتے رہتے ہیں اور ان کو احساس بھی نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ یہ تسلیم کرنے کو تیار ہوتے ہیں کہ وہ اس چیز کے addict ہیں۔ اگر آپ کو اس بات کا یقین نہیں ہے کہ آپ سوشل نیٹ ورک کے عادی ہیں یا نہیں، تو میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ نوٹ کریں کہ آخری بار آپ کب ایسا ہوا ہے کہ آپ نے مسلسل 2 دن بغیر اپنا سوشل میڈیا اکاونٹ چیک کیے ہوئے گزارا ہو؟

کچھ عرصہ پہلے نیٹ فلیکس پر ایک ڈاکیومنٹری ”social delima“ دیکھنے کا اتفاق ہوا، جس میں اسی انڈسٹری سے وابسطہ افراد، جو ان ایپلیکیشنز کی ڈیزاینگ، مارکٹنگ وغیرہ سے پہلے وابسطہ تھے یا ان ایپس کے بنانے میں شریک تھے نے کھل کر سوشل نیٹ ورکنگ ویب سایٹس اور ایپس کے منفی پہلوں بلکہ مخفی ایجنڈوں تک کو بے نقاب کیا ہے۔

سوشل میڈیا حقیقت میں لَت (addiction) کے لیے design کیا گیا ہے۔

میں نے سب سے پہلی جو چیز اس دستاویز سے سیکھی وہ یہ ہے کہ واقعی میں سوشل میڈیا کو نشہ کرنے کے لئے ڈیزائن کیا گیا ہے۔ نیورو سائنسدانوں نے سوشل میڈیا کے اثرات کو براہ راست جسم میں انجیکشن کے ذریعے پہنچائی گئی ڈوپامائن Dopamine کی ایک سرنج سے تشبیہ دی ہے۔ ان سائٹوں سے جاری ٹویٹس، posts، لائیکس، shares، سٹوریز اور کمنٹس وغیرہ کا سلسلہ دماغ کے انعام (Reward) والے حصے کو متاثر کرتا ہے اور اسی طرح کی کیمیائی رد عمل کو متحرک کرتا ہے جیسے دیگر دوائیاں، جیسے کوکین وغیرہ۔ ہارورڈ یونیورسٹی کے 2018 کی ایک سٹڈی کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ کس طرح سماجی رابطوں کی سائٹس پر self-disclosure دماغ کے اسی حصے کو روشن کرتا ہے جو کسی لت والی چیز لینے کے دوران بھی بھڑک اٹھتا ہے اور دستاویزی فلم کے ماہرین اس حقیقت کو دہراتے ہیں۔ وہ وضاحت کرتے ہیں کہ پلیٹ فارم آپ کو بس اِسی میں گھسے رہنے کے لیے اور آپ کو ہمہ وقت اسکرول کرتے رہنے کے لئے تیار کیا گیا ہے ۔

Pinterest کے سابق صدر Tim Kendall کے مطابق سوشل میڈیا میڈیمز کا، ’’کاروباری ماڈل لوگوں کو اسکرین پر مصروف رکھنا ہے۔‘‘

حضور علیہ السلام اپنی تصنیف کشتی نوح میں جس کا دوسرا نام ’دعوت الایمان‘ اور تیسرا نام تقویۃ الایمان ہے، بڑے درد بھرے الفاظ میں فرماتے ہیں:

اے عقلمندو!

’’اے عقلمندو! یہ دنیا ہمیشہ کی جگہ نہیں۔ تم سنبھل جاؤ۔ تم ہر ایک بے اعتدالی کو چھوڑ دو۔ ہر ایک نشہ کی چیز کو ترک کرو۔ انسان کو تباہ کرنے والی صرف شراب ہی نہیں بلکہ افیون، گانجہ، چرس، بھنگ، تاڑی اور ہر ایک نشہ جو ہمیشہ کے لئے عادت کر لیا جاتا ہے وہ دماغ کو خراب کرتا اور آخر ہلاک کرتا ہے۔ سو تم اس سے بچو۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ تم کیوں ان چیزوں کو استعمال کرتے ہو جن کی شامت سے ہر ایک سال ہزارہا تمہارے جیسے نشہ کے عادی اس دنیا سے کوچ کرتے جاتے ہیں اور آخرت کا عذاب الگ ہے۔ پرہیز گار انسان بن جاؤ تا تمہاری عمریں زیادہ ہوں اور تم خدا سے برکت پاؤ۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 70، 71)

دجالی گلوبل کلچر

اب یہ تو ایک مانی ہوئی بات بن چکی ہے کہ جو لوگ بھی سوشل میڈیا کو صرف اپنے جذبات یا رائے کے اظہار کے ٹول کے طور پر استعمال کرتے ہیں وہ آہستہ آہستہ اس دلدل میں پھنستے چلے جاتے ہیں اور ٹویٹس یا پوسٹس یا سٹوری وغیرہ سے بات پھر آگے اپنی چیزوں کی نمائش، کھانے کی نمائش اپنی اچیومنٹس کی نمائش یعنی خود ستائش اور خود نمائی تک بات پہنچ جاتی ہے اور کچھ ہی عرصہ کے بعد یہ ستائش ان کے ذہن اور جذبات پر غیر محسوس

طور پر سوار ہو کر اور ڈیمانڈ کرتی ہے اور لوگ پھر دوسرے لوگوں پر تنقید اور ان کی ٹویٹس یا پوسٹس کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر اس پر اپنا اظہار خیال شروع کر دیتے ہیں اور بات پھر خود نمائی سے انانیت پر آ جاتی ہے کیوں کہ وہ تنقید اکثر بحث، غیر ضروری باتوں اور تضحیک پر ختم ہوتی ہے، اس سے دل میں غصہ، انقباض، اور منفی خیالات ابھرتے ہیں اور پھر ٹویٹس اور پوسٹس وغیرہ پر ان احساسات کا اظہار شروع ہو جاتا ہے۔ غرض یہ ایک ایسا منحوس چکر ہے جو ایک دفعہ سٹارٹ ہو جاے تو اخلاق و عادات و احساسات کو تباہ کر کے شخصیت کو وہ بنا دیتا ہے جس کے لیے یہ ٹولز ڈیزائن کیے گے ہیں یعنی گمراہی، بے مقصدیت اور ایسے گلوبل مذہب (یا کلچر) کا حصہ جہاں ہر کوئی چاہے وہ عیسائی ہے، یہودی ہے، ہندو ہے مسلمان ہے یا احمدی مسلمان یا کوئی بھی اور، اگر اس چکر میں پھنس جائیں تو سب ایک ہی طرح کے مذاق اور اخلاق اور عادات کے حامل ہو جاتے ہیں۔

بہت سی ایسی چیزیں جو ہم کبھی بھی آمنے سامنے کسی کو نہیں کہہ سکتے وہ سوشل میڈیا پر کہنا عام سی بات ہے، memes کے نام پر تضحیک کی عادت بڑھتی جا رہی ہے، کئی emojis ایسے ان پلیٹ فارمز پر استعمال ہو رہے ہوتے ہیں جو کہ ہم کبھی بھی کسی کے آمنے سامنے ایسا کبھی نہ کریں، مثلاً winking emoji, air kiss emoji یا منہ کھول کے بے انتہا ہنسنے والے ایموجیز وغیرہ، حقیقی زندگی میں اگر کسی مجلس میں ایسا حقیقی رنگ میں اگر کیا جائے تو یقینی طور پر ایسے شخص کو ہم پاگل یا بے ادب گردانیں لیکن سوشل میڈیا کی دُنیا ہی الگ ہے وہاں غیر محسوس طور پر وہ سب کچھ نفس جائز کر کے دکھاتا ہے جو اصل میں ناجائز ہے۔

صحبت کا اثر اور گلوبل صحبت و مجالس

یہاں یہ بات بہت ضروری یاد رکھنے کی ہے کہ اللہ نے انسان کو تنہائی سے نکال کر معاشرے میں ڈھالا ہے تاکہ اس کے اخلاق و اطوار ٹیسٹ ہو سکیں اور ہر شخص فطرتاً سوشل گیدرنگ یا کسی نا کسی انسانی سہارے کا محتاج ہوتا ہے چاہے ہو جسمانی ہو، روحانی، ذہنی ہو یا موجودہ دور میں خیالی اور مصنوعی۔ زندگی کے سفر میں انسان یا تو خود ایسے سہارے یا ساتھی و ہم سفر کا متمنی رہتا ہے یا پھر کہیں نا کہیں ضرورت یا حادثہ، کسی کا کسی ساتھی کا انتظام کر دیتی ہے۔ اور ہر ایسے لمحے اور وقت میں یہ حدیث مشعلِ راہ ہے: حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”نیک ساتھی اور برے ساتھی کی مثال ان دو شخصوں کی طرح ہے جن میں سے ایک کستوری اٹھائے ہوئے ہو اور دوسرا بھٹی جھونکنے والا ہو۔ کستوری اٹھانے والا یا تو تجھے مفت خوشبو دے گا یا تُو اس سے خرید لے گا۔ ورنہ کم از کم تو اس کی خوشبو اور مہک تو سونگھ ہی لے گا۔ اور بھٹی جھونکنے والا یا تیرے کپڑے جلا دے گا یا تو اس سے بدبودار دھواں پائے گا“۔

(مسلم کتاب البرّ والصّلۃ)

اور اس ساتھی میں وہ ہر قسم کا ساتھی شامل ہے کہ جس کی وہ صحبت میں وہ یا وہ اُٹھے بیٹھے اور بات چیت کرے اور ہر ایسا شخص یا گروپ بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے اور شخصیت کو بنانے یا بگارنے میں اس کا بہت رول ہوتا ہے، انٹرنیت اور خاص طور پر سوشل میڈیا کی آمد سے پہلے یہ تعلق یہ ساتھی اور صحبت، سوشل گروپس، کلبوں میں شرکت، محفلوں مجالس میں دوستوں اور ہم خیال لوگوں کے اکٹھے بیٹھنے یا اسی طرح کی مختلف ایکٹیویٹیز میں انوالومنٹ ہوتی تھی اور بہت حد تک ایسی مجالس محدود نوعیت کی ہوتی تھیں جن کا اثر بھی محدود ہوتا تھا اور ملنے جلنے کے اوقات اور فریکوئینسی بھی کم ہوتی تھی جس سے دماغ کو فیصلہ کرنے میں وقت مل جاتا تھا کہ کیا غلط ہے اور کیا صحیح ہے وغیرہ لیکن سوشل میڈیا میں ایسا نہیں اس نے جہاں لوگوں کو (ضروری اور غیر ضروری) لوگوں کو ایک ڈیوائیس پر اکھٹا کیا ہے ہیں وہیں ان کی تمام برائیوں کو بھی اکھٹا کر دیا ہے اور کوئی شخص لاکھ کہے کہ اس کا اکاونٹ پراوئیویٹ ہے لیکن اگر وہ ایکٹو یوزر ہے اور وہ اس پلیٹ فارم کو محض ٹائم پاس یا تفریح طبع یا محض گپ شپ کے لیئے استعمال کرتا ہے تو وہ پوری دنیا کے لوگوں کے لیے اوپن ہے اور ایک طرح سے گلوبل صحبت میں بیٹھا ہے اور جب جاہے جتنا چاہے اس صحبت میں بیٹھ سکتا ہے اور اس مجلس اور صحبت کے دروازے ہر عمر، مذہب، رنگ و نسل، نیک و بد کے لیئے کھلے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”صحبت کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے جو اندر ہی اندر ہوتا چلا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص ہر روز کنجریوں کے ہاں جاتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ کیا میں زنا کرتا ہوں؟۔ اس سے کہنا چاہیئے کہ ہاں تو کرے گا اور وہ ایک نہ ایک دن اس میں مبتلا ہو جاوے گا کیونکہ صحبت میں تاثیر ہوتی ہے۔ اسی طرح پر جو شراب خانہ میں جاتا ہے خواہ وہ کتنا ہی پرہیز کرے اور کہے کہ میں نہیں پیتا ہوں لیکن ایک دن آئے گا کہ وہ ضرور پیئے گا۔ پس اس سے کبھی بے خبر نہیں رہنا چاہیئے کہ صحبت میں بہت بڑی تاثیر ہے“۔

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 247)

(مطبوعہ: الفضل انٹرنیشنل 10/اپریل 1998ء تا 16/اپریل 1998ء)

اب آنحضرت ﷺ کی حدیث اور حضرت مسیح موعودؑ کا اقتباس محض کسی مذہبی راہنما کی مذہبی باتیں نہیں ہیں بلکہ گہرے انسانی فلسفے اور مزاج کا عکس ہے اور یہ بات تو مختلف ریسرچز وغیرہ سے ایک طرح کا ایسا یونیوسل ٹروتھ بن چکا ہے کہ اس کو ثابت کرنے کے لیے یہاں کسی حوالہ کے دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

Alternate world & Reality

ایک طرح سے سوشل میڈیا نے اب موجودہ حالت میں ایک الگ دنیا (alternate world) اور متوازی حقیقت (virtual reality) تشکیل دے دی ہے کہ جس کی اپنی حکومت ہے، اپنی رعایا ہے رولز اور اصول ہیں (اور یہ اصول یہ ہیں کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کی ذاتی معلومات، ترجیحات، خیالات وغیرہ پر بغیر پابندی کے شائع کرنے اور ڈسکس کرنے کی نہ صرف اجازت ہو بلکہ encourage کیا جائے)۔

دُنیا کی موجودہ آبادی اس وقت اندازہً 7.5 (ساڑھے سات) بلین ہے جس میں سے ٹوڈلرز یا کم سن بچوں کی آبادی تقریباً 2 بلین ہے یعنی ساڑھے 5 بلین بڑی عمر کے لوگ اس دنیا میں ہیں۔ اب جو میں بات یہاں لکھوں گا شاید وہ ہم میں سے کی لوگوں کو حیرانگی سے چونکا دے اور دہلا دے۔ ڈیٹا سٹڈی کے مطابق اس وقت دنیا میں چار اعشاریہ دو (4.2) بلین لوگ سوشل میڈیا کے ایٹیو یوزرز ہیں۔ جی ہاں آپ نے صحیح پڑھا 4.2 بلین، تصور کریں! دنیا کی بالغ آبادی سے کچھ ہی کم آبادی سوشل میڈیا کی آبادی ہے.

Forbes کے ایک سروے کے مطابق 2020 تک دنیا میں اوسطاً ہر بالغ اپنے روزانہ کے جاگنے کے اوقات کا چوتھائی حصہ جو کہ چار سے چھ گھنٹے ہیں آن لائن گزارتا ہے، کئی ممالک میں یہ اس سے بھی زیادہ ہے کچھ عمر کے لوگوں میں بھی یہ اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اس میں سے اوسطاً ہر بالغ تقریباً اڑھائی گھنٹے سوشل میڈیا پر گزارتا ہے۔ اگر سب لوگوں کے اوقات کو جمع کیا جائے تو صرف 2021 میں 1.3 بلین سال لوگ آن لائن گزاریں گے۔

https://datareportal.com/reports/

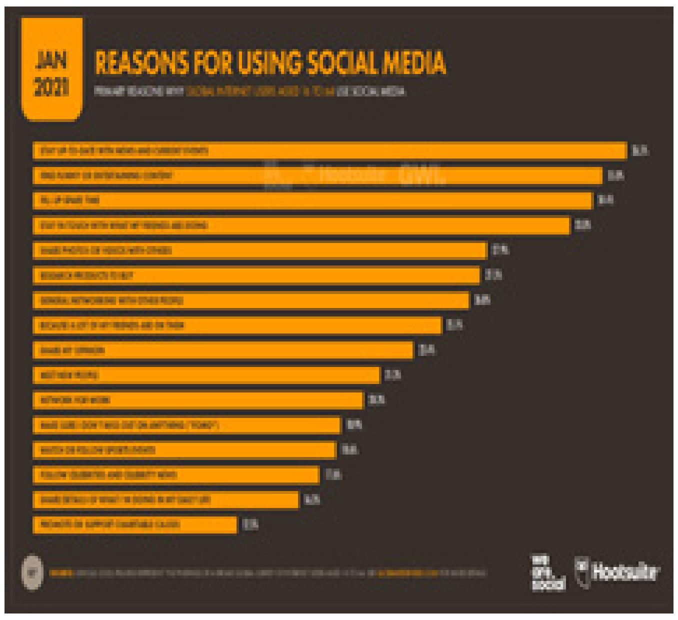

digital-2021-global-overview-report

https://www.statista.com/topics/1164/social-networks/#dossierSummary

صرف اس ایک چارٹ کو دیکھ کر ہی اندازا ہو جاتا ہے کہ کس طرح ہماری ترجیحات بدل چکی ہیں اور لوگ کن وجوہات کے لیے سوشل میڈیا استعمال کرتے ہیں یا دوسرے لفظوں میں کون کون سے رستے ہیں جو ہمیں بھٹکانے کے لیے سوشل میڈیا پر موجود ہیں۔ ان میں سے کچھ وجوہات تجسس کی بنیاد پر ہیں کچھ وقت بربادی کی بنیاد پر، کچھ خود پسندی و دکھاوے کچھ آذادی اظہارِ رائے وغیرہ کی آڑ میں ہیں۔ (اوپر دیئے گئے لنکس پر آپ مزید بہت تفصیلی معلومات چیک کر سکتے ہیں۔)

یہاں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ جب اتنا زیادہ دنیا نے مادیت کی طرف اور ان رجحانات کی طرف راغب ہونا تھا اور اس زمانے میں شیطان نے اپنی ایک الگ دنیا بنا دینی تھی جس کا اثر اتنا شدید ہونا تھا کہ مومنین بھی اس کی ذد میں آسکتے تھے اور یہ سب ضرورت کے تحت اس دنیا کا حصہ نہیں ہیں بلکہ ایک ٹرانس، بھیڑ چال اور نشے کی کیفیت میں اس آبادی کی رعایا بنے ہوئے ہیں جو غیر حقیقی اور دجل پر مبنی ہے۔ تو کیا اس کی کوئی خبر مذہب نے دی ہے؟

قرآنی پیش خبریاں اور سوشل میڈیا

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: وَاِذَا الۡوُحُوۡشُ حُشِرَتۡ (التکویر: 6) اور جب وحشی اکٹھے کئے جائیں گے۔

حضرت مسیح موعودؑ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ”اور جو لوگ وحشی اور ارذل اور اسلامی شرافت سے بے بہرہ ہیں ان کا اقبال چمک اُٹھنا جیسا کہ آیت وَاِذَا الۡوُحُوۡشُ حُشِرَتۡ سے مترشع ہو رہا ہے۔“

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزاین جلد 17 صفحہ 242-243)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ”یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وُحُوۡش سے مجازاً وحشی انسان مراد لیئے جائیں۔ عربی زبان میں کثرت سے یہ لفظ ان معنوں میں استعمال ہوتا ہے، اردو زبان میں بھی کہتے ہیں فلاں آدمی تو وحشی ہے اُس سے باتیں نہ کیجیے۔ یا فلاں لوگ تو وُحُوۡش ہیں۔ اسی لحاظ سے وَاِذَا الۡوُحُوۡشُ حُشِرَتۡ کے یہ معنے ہوں گے کہ وحشی انسان یعنی جنگلی یا غیر تعلیم یافتہ اقوام جمع کی جائیں گی اور اُن کا تعلق

بوجہ اشاعت تمدن اور راستوں کے کھل جانے کے متمدن اقوام سے ہو جاے گا۔'' مزید فرماتے ہیں ''اس آیت کے یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں کہ بد اخلاقی عام طور پر پھیل جائے گی اور دیندار لوگ دب جائیں گے۔''

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ آخری زمانہ کے متعلق پیشگوئیاں کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

وَاِذَا النُّفُوۡسُ زُوِّجَتۡ (التکویر:8) اور جب نُفوس ملا دیئے جائیں گے۔

حضرت مسیح موعودؑ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ''یہ تعلقاتِ اقوام اور بلاد کی طرف اشارہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آخری زمانہ میں بباعث راستوں کے کھلنے اور انتظامِ ڈاک اور تار برقی کے تعلقات بنی آدم کے بڑھ جائیں گے اور ایک قوم دوسری قوم کو ملے گی اور دوردور کے رشتے اور تجارتی اتحاد ہوں گے اور بلادِ بعید کے دوستانہ تعلقات بڑھ جائیں گے۔''

(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 317-319)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ''حدیث شریف میں اس آیت کی تفسیر میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا۔ کہ ہر آدمی کا جوڑا اس کی نظیر کے ساتھ ملا دیا جاوے گا۔ آجکل گرجاؤں میں مرتدین کا جوڑ گانٹھ اسی پیمانہ سے عمدہ طور سے ہو جاتا ہے۔''

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ''بالخصوص یوروپین فلسفہ نے انسانی دماغ کو ایک خاص رنگ میں ڈھال دیا ہے اب اگر ایک چینی سوچتا ہے تو مغربی رنگ میں سوچتا ہے۔ جاپانی سوچتا ہے تو مغربی رنگ میں سوچتا ہے۔ عرب سوچتا ہے تو مغربی رنگ میں اور پٹھان سوچتا ہے تو وہ بھی مغربی رنگ میں۔ حالانکہ جُدا جُدا ازبانیں ہیں مگر مغربی فلسفہ اور مغربی تہذیب سب پر چھا گی ہے۔''

(تفسیر کبیر صفحہ 210-212)

قرآن کی ان خبروں کو دیکھتے ہوئے یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ یہ انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا بھی قرآنی پیشگوئیوں کو سچا ثابت کر رہی ہیں اور اس دجالی زمانے کا حال کھول کھول کر ہمارے سامنے رکھ رہی ہے۔ کیا یہ کچھ نہیں ہو رہا؟ کیا ایسے ہی سب کی سوچ نہیں بدلی گئ؟ کیا پوری دنیا کا مذاق اور اطوار اور عادات چاہے وہ چین کا باشندہ ہو، آسٹریلیا کا باشندہ ہو، عرب کا، ہند کا، امریکا، یورپ یا جزائر کیا سب ایک ہی رنگ میں نہیں ڈھل رہے؟ خدا نے جہاں 1500 سال پہلے ان خطرات کو ہمارے سامنے رکھ دیا وہیں مختلف جگہوں پر ان خطرات کو مزید تفصیل سے بتا کر اُن کا حل بھی بتا دیا ہے۔ لیکن اس سب سے پہلے ایک چیز کو خوب اچھی طرح سمجھنا ضروری ہے جو کہ خُود اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے

دُشمن شیطان

اِنَّ الشَّیۡطٰنَ لَکُمۡ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوۡہُ عَدُوًّا (الفاطر:11) شیطان تمہارا یقیناً دشمن ہے پس اس کو دشمن ہی سمجھو۔

اس لئے جب تک سوشل میڈیا کو ہم دشمن سمجھ کر سمجھنے کی کوشش نہیں کریں گے تب تک اُس پر غلبہ بھی نہیں پا سکیں گے اور نہ ہی اس کی چالوں اور داؤپیچ سے بچ سکیں گے۔

آخری زمانہ، دجال کی چالیں اور اللہ سے پناہ کی طلب

اللہ تعالیٰ قرآن مجید کی آخری 2 سورتوں (سورہ فلق اور سورہ الناس) میں موجودہ دور (یعنی آخری زمانہ) کے دجالی حربوں اور چالوں کا تفصیلی نقشہ کھینچتے ہوئے اُن سے بچنے کا رستہ بھی بتاتا ہے۔

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بِن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ تُو کہہ دے کہ میں (چیزوں کو) پھاڑ کر (نئی چیز) پیدا کرنے والے ربّ کی پناہ مانگتا ہوں۔ اُس کے شر سے جو اس نے پیدا کیا۔ اور اندھیرا کرنے والے کے شر سے جب وہ چھا چکا ہو۔ اور گرہوں میں پھونکنے والیوں کے شر سے۔ اور حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرے۔ (سورۃ الفلق)

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بِن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ تُو کہہ دے کہ میں انسانوں کے ربّ کی پناہ مانگتا ہوں۔ انسانوں کے بادشاہ کی۔ انسانوں کے معبود کی۔ بکثرت وسوسے پیدا کرنے والے کے شرّ سے، جو وسوسہ ڈال کر پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ وہ جو انسانوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔ (خواہ) وہ جنوں میں سے ہو (یعنی بڑے لوگوں میں سے) یا عوام الناس میں سے۔ (سورۃ الناس)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''سورۃ الفلق اور سورۃ الناس یہ دونوں سورتیں سورہ تبت اور سورہ اخلاص کے لئے بطور شرح کے ہیں اور ان دونوں سورتوں میں اس تاریک زمانہ سے خدا کی پناہ مانگی گئی ہے جب کہ لوگ خدا کے مسیح کو دکھ دیں گے اور جب عیسائیت کی ضلالت تمام دنیا میں پھیلے گی۔''

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 218)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ سورہ الناس کے بارے میں فرماتے ہیں:

''اس سورۃ شریفہ میں یہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آخری زمانہ کا فتنہ محض دعا کے ذریعہ سے دور ہو گا۔ چنانچہ اس کی تائید میں حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ کفار مسیح موعود کے دم سے مریں گے۔ اور حضرت مرزا صاحب سے میں نے بارہا یہ سنا ہے۔ آپ فرمایا کرتے ہیں کہ اس قدر فتنہ کا مٹانا ظاہری اسباب کے ذریعہ سے نہیں ہو سکتا۔ ہمارا بھروسہ صرف ان دعاوں پر ہے جو کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حضور میں کرتے ہیں۔''

(حقائق الفرقان از حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ، صفحہ 582)

حضرت مسیح موعودؑ سورۃ الناس کی ہی تفسیر میں ایک معالج ہمیں ہماری بیماریوں کے لیے بتاتے ہوئے فرماتے ہیں: ''رب کے لفظ میں اشارہ ہے کہ گو حقیقی طور پر خدا ہی پرورش کرنے والا اور تکمیل تک پہنچانے والا ہے لیکن عارضی اور ظلّی طور پر دو اور بھی وجود ہیں جو ربوبیت کے مظہر ہیں۔ ایک جسمانی طور پر اور دوسرا روحانی طور پر۔ جسمانی طور پر والدین ہیں اور روحانی طور پر مرُشد اور ہادی ہے۔ پھر آگے چل کر مزید فرماتے ہیں: چونکہ مرشد روحانی خدا تعالیٰ کے منشاء کے موافق اس کی توفیق و ہدایت سے تربیت کرتا ہے اسی لئے وہ بھی اسی میں شامل ہے پھر دوسرا ٹکڑا اس میں مَلِکِ النَّاس ہے یعنی تم پناہ مانگو خدا کے پاس جو تمہارا بادشاہ ہے۔ یہ ایک اور اشارہ ہے تا لوگوں کو متمدن دنیا کے اصول سے واقف کیا جاوے اور مہذب بنایا جاوے۔''

(روئیداد جلسہ دعا، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 602-604)

علاج اور طبیب

محترم قارئین حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں روحانی طور پر مرُشد اور ہادی کی طرف راہنمائی فرمائی ہے۔ اور ہمارے مرشد موجودہ دور میں تو صرف خلیفۃ المسیح ہیں جو اللہ اور رسول کی طرف بلانے والا اور نجات کے طریق سکھانے والا ہے۔ خاکسار حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایک، اور جیسا کہ مضمون میں ثابت ہوا کہ موجودہ دور میں، میں جدید ٹیکنالوجی میڈیا و سوشل میڈیا کا غلط اور بنا ادراک کے استعمال بے شک ایک شیطانی کام ہے۔ ایسے شیطانی حملوں سے بچنے کے لئے خلافت سے تعلق کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے۔ اس تعلق میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مومنین کو شیطان کے حملوں سے بچانے کی کس قدر فکر ہوتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح اپنے صحابہ کو شیطان سے بچنے کی دعائیں سکھاتے تھے اور کیسی جامع دعائیں سکھاتے تھے، اس کا ایک صحابی نے یوں بیان فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ دعا سکھلائی کہ۔

'اے اللہ! ہمارے دلوں میں محبت پیدا کر دے۔ ہماری اصلاح کر دے اور ہمیں سلامتی کی راہوں پر چلا۔ اور ہمیں اندھیروں سے نجات دے کر نور کی طرف لے جا۔ اور ہمیں ظاہر اور باطن فواحش سے بچا۔ اور ہمارے لئے ہمارے کانوں میں، ہماری آنکھوں میں، ہماری بیویوں میں اور ہماری اولادوں میں برکت رکھ دے اور ہم پر رجوع برحمت ہو۔ یقیناً تُو ہی توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ اور ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر کرنے والا اور ان کا ذکر خیر کرنے والا اور ان کو قبول کرنے والا بنا اور اے اللہ ہم پر نعمتیں مکمل فرما۔''

(سنن ابو داؤد کتاب الصلاۃ باب التشھد حدیث 969)

رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ ہَدَیۡتَنَا وَ ہَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً ۚ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡوَہَّابُ (آل عمران:9)

اے ہمارے ربّ! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو۔ اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔ آمین

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

آپ کو احمدی ظاہر کر دیتے ہیں۔ یار قمیں جمع ہیں سال ختم ہونے سے دو دن پہلے رقم نکلوالی تا کہ اس پر زکوٰۃ نہ ادا کرنی پڑے اور جو کرتے ہیں وہ بھی حضرت مصلح موعود نے جس طرح فرمایا نام ونمود کی خاطر۔ پھر کیونکہ برکت نہیں ہے، نظام نہیں ہے اخباروں میں زکوٰۃ کی تقسیم کی خبریں آتی ہیں تو یوں لگتا ہے جیسے پتہ نہیں کیا شور پڑ گیا ہے اور بعض دفعہ یہ زکوٰۃ کمیٹیاں جو قائم ہیں اخباروں کی خبروں کی مطابق ہی آپس میں دست و گریبان ہو رہی ہوتی ہیں۔ ضمنا ایک یاد آگیا جب میں گھانا میں تھا تو وہاں بعض غیر احمدی شرفاء اپنی زکوٰۃ ہمارے پاس لے آتے تھے کہ ہم جماعت احمدیہ کو یہ دیتے ہیں کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ جماعت جہاں خرچ کرے گی صحیح مقصد کے لئے خرچ کرے گی اور یہی ہماری زکوٰۃ کا مقصد ہو گا جو پورا ہو جائے گا اگر ہم نے اپنے علماء کو دی تو کوئی پتہ نہیں کیا ہو کیونکہ جب ان کو دی جاتی ہے تو وہاں ان کے اپنے مسائل اور بندر بانٹ شروع ہو جاتی ہے۔

(خطبہ جمعہ 9/ مئی 2003ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

آنسہ بقاپوری

مخلص احمدی، صالح اور مقبول الٰہی مرد

حضرت چوہدری محبوب عالم بقاپوریؓ صحابی حضرت مسیح موعودؑ

میرے پردادا حضرت محبوب عالم بقاپوریؓ نے 1906ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کر کے سلسلہ احمدیت میں شمولیت اختیار کرنے کی سعادت پائی۔ آپ حضرت محمد ابراہیم بقاپوریؓ (جن کا شمار حضرت مسیح موعودؑ کے 313 جلیل القدر صحابہ میں ہوتا ہے) کے چھوٹے بھائی اور حضرت حفیظ بقاپوری درویش قادیان کے چچا تھے۔ حضرت محمد ابراہیم بقاپوریؓ اپنی کتاب حیات بقاپوری جلد پنجم صفحہ 51 پر تحریر فرماتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ کے فضل سے شروع سے ہی ہمارا خاندان نیک اور متقی چلا آیا ہے۔ اور فضیلت اور علم سے ہمیشہ مرصع رہا ہے۔ چوہدری بڑھا، حضرت محبوب عالم کے دادا تھے۔ اُن کے چار بیٹے تھے۔ (1) امام دین (2) چراغ دین (3) شمس الدین (4) صدرالدین۔

امام دین اور چراغ دین اچھے پڑھے لکھے فارسی دان تھے۔ چراغ دین اپنی بیوی کے فوت ہو جانے کے بعد حضرت محبوب عالم بقاپوریؓ کے گھر پر ان کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ مکرم چراغ دین صاحب مرحوم نیک ولی اللہ بزرگ تھے۔ وہ اکثر حصہ رات کا مسجد میں نوافل پڑھتے گذار دیتے تھے۔ اور جو مسافر بھی بقاپور میں آتا۔ خواہ آدھی رات ہوتی۔ آپ کی والدہ مرحومہ سے کہتے کہ تازہ روٹی پکا کر دو چنانچہ وہ بہت خوشی سے اس کی تعمیل کرتیں۔ آپ کی والدہ بھی بہت نیک، روزہ کی پابند خاتون تھیں۔ بچوں کا علاج بلا معاوضہ کیا کرتی تھیں۔ آپ کے والد ماجد چوہدری صدرالدین، قوم جالب ایک زمیندار تھے۔ بہت ہمدردی رکھنے والے بزرگ تھے۔ آپ نے انتہائی بہادری سے چک چٹھہ (حافظ آباد) کے نمبردار کے حق میں جھوٹی گواہی دینے سے انکار کر دیا تھا تو اس بدکردار نے آپ کو گاؤں سے نکال دیا۔ (چک چٹھہ چوہدری صدر الدین کا ننھال گاؤں تھا)

چوہدری صدرالدین کے تین بیٹے تھے۔ (1) حضرت محمد ابراہیم بقاپوریؓ (2) حضرت محمد اسماعیل بقاپوری (3) حضرت محبوب عالم بقاپوری۔

حضرت محبوب عالم بقاپوریؓ انتہائی مخلص احمدی، صالح اور مقبول الٰہی مرد تھے۔ آپ کے بارہ میں حضرت محمد ابراہیم بقاپوریؓ فرماتے ہیں ''یہ ایک حقیقت ہے کہ جس شخص میں اعتقاد صحیحہ اور اعمال صالحہ اور فیوض وبرکات الٰہیہ شامل حال ہوں۔ اس کی موت یقیناً قابل رشک موت ہوتی ہے۔ برادرم مرحوم (حضرت محبوب عالم بقاپوریؓ) میں یہ تینوں چیزیں پائی جاتی تھیں'' (روزنامہ الفضل جلد نمبر 30 ماہ تبلیغ 1941ء ھش) اللہ تعالیٰ ان کی یہ تینوں خوبیاں۔ انکی اولاد اور نسل میں جاری فرمائے آمین۔

آپ کی وفات پر حضرت محمد ابراہیم بقاپوریؓ نے روزنامہ الفضل میں ایک مضمون تحریر کر کے شائع کروایا جس میں آپ فرماتے ہیں۔

''برادرم مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے 1906ء میں سلسلہ حقہ میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائی اور اس وقت سے لے کر اس نے اللہ تعالیٰ کو اپنی ذات و صفات اور افعال میں کلیۃً واحد لاشریک سمجھا۔ رسول کریم کو ان معنوں میں خاتم النبیین سمجھتے رہے کہ آپ کی اتباع میں نبوت مل سکتی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ نبوت پر صدق دل سے یقین رکھتے تھے۔۔۔۔۔۔ آپ خاتم النبیین کے معنی سمجھاتے ہوئے کہا کرتے تھے۔ ختم کا صلہ ''علی'' آئے تو بمعنی ''بند کرنے'' اور اس ''مہر'' کے ہوتے ہیں جو کاغذ پر لگائی جائے۔ اور ختم کا صلہ ''لام'' آئے تو بمعنی ''جاری'' کے ہوتے ہیں۔ اس کی دلیل وہ لسان العرب سے پیش کرتے تھے۔

آپ باوجود کم علم ہونے کے ایسے ایسے باریک استدلال مخالفین کے سامنے پیش کرتے کہ ان کو ایک بڑا عالم ہونے کا شبہ ہوتا تھا۔ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو مصلح موعود یقین کرتے تھے۔ اور اس بات پر علی وجہ البصیرت قائم تھے کہ صحیح اور مکمل تعلق فی زمانہ سوائے حضور کی بیعت کے ممکن نہیں''۔ آپ نے حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک ''تحریک جدید'' پر لبیک کہتے ہوئے 35 روپے چندہ ادا کر کے پانچ ہزاری مجاہدین میں شمولیت اختیار کی۔ آپ کا نمبر 2664 ہے۔ اور کمپیوٹر کوڈ 2531 ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آپ کی نسل کو چندہ جاری رکھنے کی توفیق عطا فرما رہا ہے۔ الحمدللہ۔

آپ کو قرآن کریم سے عشق اسقدر تھا کہ بتایا جاتا ہے کہ آپ کی جیب میں ہمیشہ قرآن کریم کا چھوٹا سا نسخہ موجود رہتا تھا۔ اور زمینوں وغیرہ کی دیکھ بھال کے لیے جایا کرتے تھے تو اکثر دوران فراغت قرآن پڑھتے تھے۔

آپ کی شخصیت انتہائی بارعب ہونے کے باوجود خودی، تکبر اور رعونت سے پاک تھی۔ آپ کو قوت فیصلہ بھی انتہائی اعلیٰ درجہ کی تھی بڑے بڑے پیچیدہ جھگڑوں کو اس طرح آسانی سے طے کرتے کہ فریقین اسی فیصلہ پر راضی ہو جاتے۔ آپ ہمیشہ سچائی اور راست گوئی کے پابند تھے۔ جو بات بھی کرتے صاف اور سبق آموز نصیحت کے پیرایہ میں کرتے۔ آپ کچھ عرصہ کے لیے پولیس کے شعبہ سے بھی منسلک رہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک سکھ نے آپ کے پاس آکر شکایت کی کہ اس کے بھائی اور چند اور لوگوں کو پولیس ناجائز طور پر پکڑ کر تھانے لے گئی ہے۔ مہربانی فرما کر آپ کچھ کریں۔ آپ ہمدردی مخلوق خدا کے جذبہ کے تحت فوراً اُس کے ہمراہ تھانے کے لیے چل پڑے۔ جب تھانے پہنچے تو تھانیدار اپنی غلیظ زبان میں اُن افراد کو گالیاں دینے میں مصروف تھا۔ جونہی آپ کو آتے دیکھا تو شرمندہ ہو گیا اور اُٹھ کر اپنی کرسی آپ کو پیش کر دی۔ اور کہا ''آپ تشریف رکھیں'' آپ نے فرمایا ''تم جن الفاظ میں ابھی گفتگو کر رہے تھے۔ اس سے مجھے تمہارے خاندان کی اصلیت کا اندازہ ہو گیا ہے۔ اس لیے میں تمہاری کرسی پر نہیں بیٹھوں گا''۔ تم صرف اُن افراد کو چھوڑ دو، جن کو پکڑ کر لائے ہو۔ اس پر تھانیدار نے فوراً حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اُن افراد کو چھوڑ دیا۔

حضرت محبوب عالم بقاپوریؓ فطرتاً بہت ہی مہمان نواز تھے۔ آپ کی یہ مہمان نوازی کی صفت اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی نسل میں بھی منتقل ہوئی ہے۔ خاکسارہ نے ذاتی طور پر مشاہدہ کیا ہے کہ میرے دادا محترم نور محمد بقاپوری مرحوم (اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرماتا چلا جائے) بھی اسقدر مہمان نواز تھے کہ جب کوئی مہمان ان کے گھر آجاتا۔ انتہائی خوش ہوتے۔ اور ان کے قیام طعام کا ہر لحاظ سے خیال رکھتے اور سب اہل خانہ سے بار بار فرماتے ''مہمان اپنا نصیب اپنے ساتھ لے کر آتا ہے اور اپنے نصیب کا ہی کھاتا ہے''

اور اُن کے بعد میرے والد مکرم چوہدری بشارت احمد بقاپوری بھی مہمان نوازی میں فدائیت کا رنگ رکھتے ہیں اور ہمارے اقارب سب جانتے ہیں کہ ان کے نزدیک ہمیشہ مہمان، مہمان ہی ہوتا ہے۔ امیر یا غریب کی کوئی نسبت نہیں ہوتی۔ یقیناً یہ نسلی فطرتی خوبیاں ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے خاندان کو آئندہ بھی ہمیشہ اس مہمان نوازی کی صفت کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خاکسار نے ایک بار محترمہ پھوپھی امۃ الحفیظ بقاپوری (جو کہ حضرت محمد ابراہیم بقاپوریؓ کی صاحبزادی تھیں) سے پوچھا کہ آپ ہمارے پردادا کے بارہ میں مجھے کچھ بتائیں۔ تو فرمانے لگیں ''مجھے تو ان کی سب سے زیادہ مہمان نوازی یاد ہے'' فرماتی ''ہم قادیان سے چھٹیاں گذارنے چچا جان (حضرت محبوب عالم بقاپوری) کے پاس بقاپور جایا کرتے تھے۔ تو ہمیں بار بار فرماتے تھے کہ ''بچو خوب کھاؤ پیو'' فرماتی کہ ''ہم اتنا کھاتے پیتے، اور خوش ہوتے تھے کہ واپسی پر ہماری صحتیں اچھی ہوئی ہوتی تھیں''۔

پھر حضرت محمد ابراہیم بقاپوریؓ بھی فرماتے ہیں ''آپ اسقدر مہمان نواز تھے کہ کوئی افسر یا مسافر بقاپور میں آتا تو اس کے کھانے کا خود انتظام فرماتے اور اس خدمت سے ان کو ایسی خوشی ہوتی کیونکہ اس طرح کی تقاریب میں ان کو تبلیغ کا خوب موقع مل جاتا۔ تبلیغ سلسلہ کا ان کو عشق تھا اور ایسے مواقع کے انتظار میں رہتے۔ جب وہ تبلیغ کر سکیں اور جیسے ہی کوئی موقع ملتا تبلیغ شروع کر دیتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اُن کے جوش تبلیغ ہی کا نتیجہ تھا کہ بقاپور میں ایک مختصر سی جماعت احمدیہ قائم ہوئی''۔

الحمدللہ خاکسار کی جائے پیدائش بھی ''بقاپور'' ہے۔ ''بقاپور'' گوجرانوالہ میں موجود ایک گاؤں کا نام ہے۔ جہاں ہمارے اجداد چوہدری تھے۔ حضرت محمد ابراہیم بقاپوریؓ تحریر فرماتے کہ ''محبوب عالم بقاپوریؓ'' متواضع، ملنسار اور ہمیشہ خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے''۔

اُن کی اسی صفت کے ضمن میں محترمہ پھوپھی امۃ الحفیظ بقاپوری صاحبہ نے خاکسارہ کو ایک واقعہ سنایا کہ ''ہمارے بھائی کی شادی لاہور تھی اور ہم سب مصروفیت میں چچا جان (حضرت محبوب عالم بقاپوریؓ) کو دعوت دینا بھول ہی گئے۔ جس دن شادی تھی تو ہمارے ابا جان یعنی حضرت محمد ابراہیم بقاپوریؓ بہت اداس تھے کہ بھائی موجود نہیں ہے۔ ایسے میں کیا دیکھتے ہیں کہ اچانک دروازے پر دستک ہوتی ہے تو چچا جان مع دیسی گھی اور تحائف کے ہنستے مسکراتے حاضر ہو جاتے ہیں۔ فرماتی ہیں ''ہم سب ان کو دیکھ کر بہت حیران ہوئے اور پوچھا آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ شادی ہے؟ چچا جان فرمانے لگے مجھے کسی نے بتایا کہ آج میرے بھتیجے کی شادی ہے تو میں نے سوچا مجھے دعوت نامے کا انتظار نہیں کرنا چاہیئے بلکہ جانا چاہیئے۔

حضرت محمد ابراہیم بقاپوریؓ، آپ کے خصائل حمیدہ کے بارہ میں تحریر کرتے ہیں۔

''برادرم مرحوم نماز پنجگانہ کے پابند اور تہجد گزار تھے۔ صیام رمضان اور چندہ زکوۃ کے بھی مثل نماز کے ایسے پابند تھے کہ کبھی ناغہ نہیں ہونے دیتے تھے۔

(روزنامہ الفضل 20 تبلیغ 1941ء)

آپ کی اولاد میں ایک بیٹی حاجراں بیگم صاحبہ (جو کہ موصیہ تھیں اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں) اور ایک بیٹا یعنی میرے دادا چوہدری نور محمد بقاپوری مرحوم تھے۔ (وہ بھی بہت نیک، سادہ منکسر المزاج انسان تھے) حضرت محبوب عالم بقاپوریؓ کو بھی اپنی نسل دیکھنے کا بہت شوق تھا۔ اسی شوق کے پیش نظر آپ نے اپنے بیٹے کی شادی اپنی بھتیجی (یعنی حضرت حفیظ بقاپوری درویش قادیان کی ہمشیرہ) سے کی۔ ان سے ایک بیٹی پیدا ہوئی جو پیدا ہوتے ہی وفات پا گئی۔ اور خود بھتیجی (میرے دادا کی اہلیہ) بھی جوانی میں ہی فوت ہو گئی۔

چونکہ آپ کو اپنی نسل دیکھنے کا بے انتہا شوق تھا۔ اس کے لیے دن رات بہت دعائیں کرتے رہتے تھے۔ میرے دادا کو فرماتے تھے کہ ان شاءاللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پہلے دو بیٹیاں دینی ہیں پھر دو بیٹے دینے ہیں اور پھر دو بیٹیاں دینی ہیں۔ الحمدللہ ویسا ہی ہوا۔ میرے دادا کی دوسری شادی میری دادی صابرہ خاتون سے ہوئی اور پھر ایک اور شادی بھی ہوئی لیکن حضرت محبوب عالم بقاپوریؓ اپنی زندگی میں اپنی نسل دیکھنے سے محروم رہے۔ میری دادی بتاتی تھیں کہ ان کی شادی کو کوئی سات آٹھ ماہ کا عرصہ گذرا ہو گا تو انہوں نے حضرت محبوب عالم بقاپوریؓ یعنی اپنے سسر سے حلوہ کھانے کی فرمائش کی۔ اس پر وہ بہت خوش ہوگئے اور سمجھے کہ شاید کوئی خوشخبری ہے۔ ایک عورت کو میری دادی کے پاس بھیجا کہ میں تو نہیں پوچھ سکتا، آپ پوچھیں۔ اس پر دادی نے بتایا کہ نہیں ایسی کوئی بات نہیں، صرف دل چاہ رہا تھا حلوہ کھانے کا۔

ان کی دعاؤں سے میری دادی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے پہلے دو بیٹیوں (1) مکرمہ ناصرہ لطیف صاحبہ (حال مقیم جرمنی) (2) مکرمہ بشریٰ رفیق صاحبہ (حال مقیم جرمنی) سے نوازا، پھر دو بیٹوں (1) چوہدری ناصر احمد بقاپوری مرحوم (2) مکرم چوہدری بشارت احمد بقاپوری (حال مقیم کینیڈا) سے نوازا۔ اور پھر دو بیٹیوں (1) مکرمہ نصرت نصیر صاحبہ (حال مقیم ربوہ) (2) مکرمہ نصیرہ منیر صاحبہ (حال مقیم ربوہ) سے نوازا۔ الحمدللہ

آپ اکثر اپنے بیٹے یعنی میرے دادا سے فرمایا کرتے تھے کہ میں نے تمہارے لئے اتنا خزانہ جمع کیا ہوا ہے کہ تمہاری نسلیں بیٹھ کر بھی کھائیں تو ختم نہیں ہو گا۔ میرے دادا اپنی سادگی کی بدولت سمجھتے تھے کہ ابا نے شاید کسی جگہ سونے کی اینٹیں دبا رکھی ہیں۔ لیکن بعد کے حالات و واقعات نے سمجھایا کہ وہ سونے کی اینٹیں اور وہ خزانہ آپ کی دعائیں ہی تھیں جن سے آپ کی نسلیں فیض یاب ہو رہی ہیں۔ اور وہ احمدیت کی دولت ہے جو انہوں نے اپنی نسل کو دی۔

آپؓ کچھ عرصہ تک بعارضہ پیچش بیمار تھے۔ بعض حکیموں اور ڈاکٹروں نے شراب بطور دوا پینے کا مشورہ دیا۔ تو آپ نے یہ کہہ کر رد کر دیا کہ ”مرنا تو ہے حرام پی کر کیوں مروں“؟

آپؓ اپنی حالت کو خوب دیکھ رہے تھے کیونکہ بیماری سے حد درجہ نحیف و مغلوب ہوچکے تھے۔ اس لیے قادیان سے اپنے بڑے بھائی حضرت محمد ابراہیم بقاپوریؓ کو بلوایا۔ اس پر حضرت مولانا صاحب 20 دسمبر 1941ء کو قادیان سے بقاپور پہنچے۔ تو انہوں نے آپ کی جسمانی کمزوری کو دیکھتے ہوئے تسلی دی اور آپ کی دلداری کرنے کی کوشش کی۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ ”میں اللہ تعالیٰ کے پاس جانے کے لئے تیار ہوں اور راضی ہوں“۔ اور اُن سے بار بار یہ درخواست کرتے رہے کہ مجھے قادیان کی سرزمین مقدسہ پر لے جائیں۔ لیکن حضرت مولانا صاحب نے ان کی نازک حالت اور بڑے دنوں کی تعطیلات کہ گاڑیوں میں حد درجہ بھیڑ ہونے کی وجہ سے اُن کو اپنے ہمراہ قادیان نہ لاسکے اور اکیلے ہی 22 دسمبر کو واپس چلے گئے لیکن آپ کو قادیان کی سرزمین میں داعی اجل کو لبیک کہنے کا اس قدر شوق تھا کہ حضرت مولانا صاحب کے جانے کے بعد ہمارے دادا (یعنی اپنے بیٹے نور محمد) کو مجبور کیا کہ وہ قادیان پہنچا دے۔ چنانچہ سفر میں ہر قسم کی صعوبت اٹھا کر آپ 24 دسمبر کی شام اپنے بیٹے کے ہمراہ قادیان پہنچ گئے۔ وہاں پہنچنے کے بعد تین چار ڈاکٹروں کا مشترکہ علاج شروع ہو گیا۔ لیکن 26 دسمبر بروز جمعہ شام پہلے سے بھی زیادہ حالت خراب ہو گئی۔ اپنے بھائی (حضرت مولانا صاحب) کو گھبرایا ہوا دیکھ کر کہا کہ ”بھائی جی گھبرانا تو میں نے تھا۔ لیکن میں تو نہیں گھبرایا آپ کیوں گھبرا رہے ہیں؟۔ اس کے بعد پانچ سات منٹ کے اندر اندر اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

27 دسمبر کو حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت اقدس میں اطلاع بھجوائی گئی تو حضورؓ نے نماز ظہر کے بعد جلسہ گاہ کے میدان میں نماز جنازہ پڑھانے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ نماز کے بعد تیس پینتیس ہزار کے مجمع نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی اقتداء میں آپ کا جنازہ جلسہ گاہ کے میدان میں پڑھا اور 4 بجے شام سپرد خاک کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو اور ہر آن آپ کے درجات بلند سے بلند فرماتا چلا جائے۔ آمین

آپ کی وفات کے بعد روزنامہ الفضل میں شائع شدہ مضمون میں حضرت محمد ابراہیم بقاپوریؓ فرماتے ہیں۔

”حدیث شریف میں آتا ہے کہ انسان اپنے معاملات سے پہچانا جاتا ہے۔ برادرم مرحوم لین دین کے معاملہ میں ایسے صاف تھے کہ جو وعدہ کرتے اس سے ایک دو دن قبل ہی قارض کے گھر جا کر ادا کر دیتے۔ لین دین کے معاملہ میں اس قسم کی پابندی کا ہی نتیجہ تھا کہ مرحوم کی وفات کے وقت ہر قسم کا لین دین صاف تھا“

آپ کا ذکر تاریخ احمدیت جلد نہم نمبر 18 مؤلفہ دوست محمد شاہد صاحب میں ملتا ہے۔ نیز روزنامہ الفضل 17 اکتوبر 2002ء میں تاریخ احمدیت منزل بہ منزل۔ دین اور انسانیت کی خدمت کا سفر۔ مرتبہ۔ ابن رشد صفحہ نمبر 2 پر بھی موجود ہے۔ (بطور حوالہ جات درج کر رہی ہوں)

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

رہا ہے تو اس بات پر کہ یہ سچ بول رہا ہے اس لئے پاگل ہے۔ تبصرے والے کہتے ہیں کہ اس نے اپنی سیاسی زندگی اور دنیاوی منفعت کو داؤ پر لگا دیا ہے، جو صرف ایک پاگل ہی کر سکتا ہے۔ گویا ان کے نزدیک یہ سچائی اور صداقت زوال کا ذریعہ بنے گی۔ یہ تو ان کا حال ہے۔ پس ان کی نظر میں سیاست اور حکومت خدا کے قول پر حاوی ہے۔ اللہ اور اُس کا رسول کہتے ہیں جھوٹ نہ بولو۔ لیکن یہ کہتے ہیں کہ سیاست اور حکومت کے لئے جھوٹ بولو، اگر نہیں بولو گے تو تم غلط کرو گے۔ اس کے باوجود یہ لوگ پکے مسلمان ہیں اور احمدی غیر مسلم ہیں جو سچائی کی خاطر اپنے کاروباروں، منفعتوں اور جانوں کو داؤ پر لگائے ہوئے ہیں اس لئے کہ وہ ایک خدا کی عبادت کرنے والے ہیں جس نے کہا ہے کہ جھوٹ شرک ہے اور اُس نبی کو ماننے والے ہیں جس پر آخری شرعی کتاب قرآنِ کریم نازل ہوئی اور جن کا فرمان ہے کہ تمام برائیوں کی اور گناہوں کی جڑ جھوٹ ہے۔

پھر بین الاقوامی سیاست ہے تو اس میں مسلمان حکومتیں ہوں یا مغربی حکومتیں ہوں اِن سب کا ایک حال ہے۔ اِن ملکوں کو جو آپس کے تعلقات میں عموماً سچائی کا اظہار کرتے ہیں۔ کچھ نہ کچھ ان میں سچ ہے۔ جب دوسرے ممالک کا سوال پیدا ہو، مسلمان ممالک کا سوال پیدا ہو، دوسری حکومتوں کا سوال پیدا ہو تو ان کی سچائی کے نظریے بالکل بدل جاتے ہیں۔ ان کا حال تو پہلے عراق پر جو حملے انہوں نے کئے اُسی سے پتہ چل گیا۔ جب صدام حسین کو اُتارنے کے لئے عراق کو تباہ و برباد کر دیا، اُس کے وسائل پر قبضہ کر لیا تو پھر کہہ دیا کہ ہمیں غلطی لگی تھی۔ جتنا ظلم اور خوفناک منصوبہ بندی اور خطرناک ہتھیاروں سے دنیا کو تباہ کرنے اور ہمسایوں کو زیرِ نگیں کرنے کی ہمیں اطلاعیں ملی تھیں کہ صدام حسین کرنا چاہتا ہے، اُتنا کچھ تو وہاں سے نہیں نکلا۔ پھر لیبیا کو نشانہ بنایا گیا تو اب کہتے ہیں کہ اصل میں غلط اطلاعیں تھیں۔ اتنا ظلم وہاں عوام پر نہیں ہو رہا تھا۔ تو یہ سب باتیں مغربی پریس ہی اب دے رہا ہے۔ انہی کے تبصرے آ رہے ہیں۔ پس پہلے جھوٹا پروپیگنڈہ کر کے حملے کئے جاتے ہیں۔ پھر سچا بننے کے لئے اپنے میڈیا کے ذریعے سے ہی کہہ دیا جاتا ہے کہ ہمیں غلطی لگی۔ جتنا کچھ ہمیں بتایا گیا تھا اُتنا کچھ ثابت نہیں ہوا۔ اصل میں تو یہ سچائی بھی جھوٹ چھپانے کے لئے ہے۔ مقصد وسائل پر قبضہ کرنا تھا جو ہو گیا لیکن اس کا موقع بھی مسلمان ہی مہیا کرتے ہیں۔ اگر سینکڑوں بلین ڈالرز کی ملک کی دولت عوام پر خرچ کی جائے تو نہ کبھی ملک کے اندر ایسے فتنے فساد اُٹھیں، نہ ان لوگوں کو دخل اندازی کی جرأت ہو۔

بہرحال خلاصہ کلام یہ کہ بین الاقوامی جھوٹ اور صداقت کو نہ صرف چھپانے بلکہ اس کی دھجیاں بکھیرنے میں عموماً تمام دنیا کی حکومتیں ہی اپنا اپنا کردار ادا کر رہی ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم بچ جائیں گے۔ اگر اس دنیا میں بچ بھی جائیں تو ایک آئندہ زمانہ بھی آنا ہے، ایک آئندہ زندگی بھی ملنی ہے، ایک آئندہ دنیا بھی ہے جس میں تمام حساب کتاب ہونے ہیں۔ پھر ان دنیاداروں پر ہی بس نہیں ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مذہب کے نام پر مذہب کے نام نہاد علمبردار سچائی کو رَد کرتے ہیں اور جھوٹ کو فروغ دیتے ہیں۔ اس میں اسلام دشمن طاقتیں بھی ہیں جو اسلام کے خلاف ہیں اور اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کے مخالفین بھی ہیں یعنی مسلمان بھی شامل ہیں جو اسلام دشمن طاقتوں کا ہی کردار ادا کر رہے ہیں۔ سچائی کو جانتے ہیں لیکن اپنے مفادات اور منبر کی خاطر جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں۔ عوام الناس کے ذہنوں کو بھی زہر آلود کرنے میں ایک دوسرے سے بڑھ رہے ہیں۔ کئی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جماعت کی کتب اور لٹریچر پڑھ کر درس دیتے ہیں، اُسی سے تقریریں تیار کرتے ہیں کیونکہ اس کے علاوہ ان کے پاس مخالفینِ اسلام کا منہ بند کرنے کے لئے کوئی دلائل نہیں ہیں، کوئی مواد نہیں ہے، لٹریچر نہیں ہے۔ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں جنہوں نے اسلام کا دفاع ایسے پُرزور اور پُرشوکت رنگ میں کیا ہے اور ایسے دلائل کے ساتھ کیا ہے کہ جس کو کوئی رَد نہیں کر سکتا۔ لیکن عوام الناس کو دھوکہ دینے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں کہتے ہیں کہ نعوذباللہ یہ شخص جھوٹا ہے۔ پہلے بھی میں ایک دفعہ ذکر کر چکا ہوں اور ایک دو دفعہ نہیں، مختلف لوگوں کے بارے میں، علماء کے بارے میں جو ٹی وی پر آ کر بڑے درس بھی دیتے ہیں اور تقریریں کرتے ہیں کسی نے بتایا ہے کہ خود اُنہوں نے اُن کے گھروں میں تفسیرِ کبیر کی اور کتب کی جلدیں دیکھی ہیں اور اس لئے نہیں کہ صرف اعتراض تلاش کریں۔ وہ تو ظاہر کرنے کے لئے کرتے ہی ہیں، لیکن خود انہوں نے بتایا کہ اس سے فائدہ اُٹھا کر یہ اپنے درسوں وغیرہ میں دلائل استعمال کرتے ہیں۔ تو ان لوگوں کو اسلام کی برتری ثابت ہونے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اس لئے عوام الناس کو بھی سچائی کے راستے دیکھنے کے طریق کبھی نہیں بتائیں گے کہ کہیں اس سے ان کے منبر و محراب ہاتھ سے نہ نکل جائیں۔ اُس سے ہاتھ نہ دھونے پڑ جائیں۔ لیکن بہرحال یہ ان کی کوششیں ہیں اور ہر زمانے میں جب بھی اللہ تعالیٰ اپنے کسی فرستادے کو بھیجتا ہے تو مخالفین یہی کوششیں کرتے ہیں لیکن ایک اللہ تعالیٰ کی تقدیر بھی چلتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہمیشہ غالب رہتی ہے۔ سچائی کو ہی اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے غالب کرنا ہے۔

(خطبہ جمعہ 9/ ستمبر 2011ء)

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ : کامران احمد۔ مربی سلسلہ وناظم جلسہ یوم خلافت

نیشنل آن لائن جلسہ یومِ خلافت جرمنی

خدا تعالیٰ کے فضل اور پیارے آقا کی دعاؤں سے امسال مورخہ 27 مئی 2021ء کو نیشنل شعبہ تربیت جماعت احمدیہ جرمنی کو نیشنل سطح پر آن لائن لائیو جلسہ یوم خلافت منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ علی ذلک۔

جماعت احمدیہ میں جلسہ یوم خلافت اس الٰہی وعدہ کے پورا ہونے کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ جس دن خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت ثانیہ کا ظہور فرمایا اور اس دن سے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے ایک نئے دَور کا آغاز ہوا۔ اس قدرت ثانیہ کے ظہور کی خوشخبری دیتے ہوئے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ”سواے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو“ یعنی اپنی وفات کی اطلاع دی تھی ”اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤنگا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اِس جماعت کو جو تیرے پَیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچّا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی“۔

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ 305-306)

جب شعبہ تربیت جرمنی کو اس جلسہ کو نیشنل سطح پر انعقاد کرنے کے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے از راہ شفقت اجازت موصول ہوئی تو فوراً اس جلسہ کے انتظامات کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ خاکسار (کامران احمد مربی سلسلہ شعبہ تربیت) کو مکرم و محترم طاہر احمد صاحب نیشنل سیکرٹری تربیت نے جلسہ یوم خلافت کے انتظامات کے حوالہ سے ناظم مقرر کیا۔ سب سے پہلے خاکسار نے جلسہ کے انتظامات کے حوالہ سے نیشنل شعبہ تربیت جرمنی میں معاونین کے ساتھ نیشنل سیکرٹری صاحب تربیت کی نگرانی میں میٹنگ کی اور سب کو مختلف کام سپرد کیے۔ سٹیج اور بینرز کی تیاری کے لیے مکرم افتخار الدین صاحب کو نگران مقرر کیا گیا۔ ان کے ساتھ مکرم اسد اللہ وہاب صاحب اور مکرم نور گوندل صاحب نے مدد کی۔ نیز مکرم بہزاد احمد چوہدری صاحب مربی سلسلہ نے بھی خاکسار کی ہمہ وقت مدد کی۔ اس کے علاوہ لجنہ اماء اللہ جرمنی نے سٹیج کو بہت محنت کے ساتھ تیار کیا۔ نیشنل شعبہ ضیافت نے جلسہ کی مناسبت سے شیرینی کا انتظام کیا۔ نیشنل شعبہ سمعی وبصری کی طرف سے مکرم عبد الوحید صاحب نے اس جلسہ کو تاریخ میں محفوظ کرنے کے لیے تصاویر بنائیں۔ اسی طرح انتظامیہ بیت السبوح و امیر صاحب لوکل امارت فرینکفرٹ نے خود اور ان کے معاونین نے بھی اس جلسہ کو کامیاب بنانے کے لیے مدد کی۔ اللہ تعالیٰ تمام معاونین کو جزائے خیر عطا کرے۔ (آمین)

جلسہ کو کامیاب کرنے کے لیے مختلف متعلقہ شعبہ جات سے میٹنگز کی گئیں اور وقتاً فوقتاً انتظامات کا جائزہ لیا جاتا رہا۔ ایک طرف جہاں ایم ٹی اے انٹرنیشنل جرمن سٹوڈیوز کے ذریعہ احباب جماعت تک جلسہ کی لائیو کاروائی پہنچانے کا کام تھا تو دوسری طرف مقررین و موضوعات کے انتخاب کا مرحلہ تھا۔ اس سلسلہ میں مکرم و محترم عبد اللہ واگس ہاؤزر صاحب نیشنل امیر جرمنی، مکرم و محترم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی اور مکرم و محترم طاہر احمد صاحب نیشنل سیکرٹری تربیت نے مسلسل رہنمائی فرمائی۔

جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا عزیزم فیصل محمود صاحب نے تلاوت قرآن کریم اور اردو ترجمہ پیش کیا۔ مقررین میں سب سے پہلے اردو زبان میں مکرم مبارک احمد تنویر صاحب مربی سلسلہ نے ”خلافت سے زندہ تعلق کیسے قائم کیا جاسکتا ہے؟“ کے بارہ میں تقریر کی، پھر جرمن زبان میں مکرم حسنات احمد صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے ”خلافت عافیت کا حصار“ کے عنوان پر تقریر کی۔ اس کے بعد مکرم و محترم مبلغ انچارج صاحب جماعت احمدیہ جرمنی نے ”جماعت کے خلافت سے وفا اور محبت کے نمونے واقعات کی روشنی میں“ کے عنوان پر مختلف ایمان افروز واقعات بیان کئے۔ آخر پر مہمان خصوصی مکرم و محترم نیشنل امیر صاحب جماعت احمدیہ جرمنی نے ”برکات خلافت بالخصوص خلافت خامسہ“ کے دور کے بارہ میں روشنی ڈالی۔ اس جلسہ میں تین نظمیں پیش کی گئیں جو کہ بالترتیب مکرم نورالدین اشرف صاحب مربی سلسلہ، مکرم میر نسیم الرشید صاحب، مکرم حماد احمد صاحب نے پڑھیں۔ اس جلسے کی ایک خاص بات جرمن و اردو زبانوں میں لائیو ترجمہ بھی ہے، جو مکرم امتیاز شاہین صاحب مربی سلسلہ اور مکرم لقمان احمد مجوکہ صاحب نیشنل سیکرٹری اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی نے کیا۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

محض خدا تعالیٰ کے فضل اور پیارے آقا کی دعاؤں سے جماعت احمدیہ جرمنی کا یہ جلسہ نہایت ہی کامیاب رہا۔ اس جلسہ کو ایم ٹی اے انٹرنیشنل جرمن سٹوڈیوز کے یوٹیوب چینل پر لائیو نشر کیا گیا۔ نیز احباب جماعت کی سہولت کے لیے مین سٹریم لنک، جرمن و اردو زبان کے لیے تین ٹیلیفون نمبرز کا بھی انتظام کیا گیا۔ جس کے ذریعہ احباب جماعت بھرپور مستفیض ہوئے۔

ایم ٹی اے انٹرنیشنل جرمنی سٹوڈیوز کی رپورٹس کے مطابق اس جلسہ میں تقریباً 29000 افراد نے لائیو جلسہ کی کاروائی سے استفادہ کیا۔ اس کے علاوہ اب تک یوٹیوب کے تینوں لنکس پر اس جلسہ کے ویوز کی کل تعداد تقریباً 57047 ہو چکی ہے۔ الحمدللہ علی ذلک۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے امام کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے اور ہمیں خلافت احمدیہ کا حقیقی سلطان نصیر بنائے۔ آمین۔

چھوٹی مگر سبق آموز بات

دوسروں کے گھر میں جاتے وقت اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ دروازہ کھٹکھٹانے یا بیل بجانے پر اگر اہل خانہ کی طرف سے پوچھا جائے کہ، کون ہے؟ تو اپنا نام لے کر بتایا جائے۔ یہ سنت رسول ہے حدیث شریف میں آیا ہے حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے دروازہ کھٹکھٹایا، حضور ﷺ نے فرمایا کون ہے؟ حضرت جابرؓ نے فرمایا، میں، اسپر آپ ﷺ نے اسکو ناپسند کیا اور یہ چاہا کہ نام لیا جائے۔ چنانچہ پھر بعد میں صحابہؓ نام لے کر اجازت لیا کرتے تھے۔ (بخاری) یہ بظاہر چھوٹی سی بات گھروں میں داخل ہونے والے اسلامی آداب میں سے ایک حکمت اور دانائی لیے ہوئے ہے کہ اہل خانہ صورت حال کے مطابق آنے والے کے لیے دروازہ کھولے بات کرے یا اندر آنے کی اجازت دے۔ آجکل تو فون پر ہی پہلے سے آنے کے وقت کی اطلاع دے دی جاتی ہے مگر اگر اچانک جانا پڑ جائے تو اس اسوہ رسول پر عمل کر کے اپنی ملاقات کو خوشگوار بنایا جا سکتا ہے۔

(مرسلہ: ناصرہ احمد۔ کینیڈا)

طلوع و غروب آفتاب

25 جون 2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:12	19:06
مدینہ منورہ	04:03	19:14
قادیان	03:44	19:38
ربوہ	03:25	19:18
اسلام آباد ٹلفورڈ	03:19	21:23